بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الم (سورہ صٓ) چوتھی قسط

ڈاکٹر اسرار احمد

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ ۝ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّۃٍ وَّ شِقَاقٍ ۝ کَمْ اَھْلَکْنَا مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ ۝ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ

السلام علیکم ! اَحْمَدُہٗ وَاُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

اما بعد :-

قرآن حکیم کی سورتوں میں سے جو سورتیں حروف مقطعات سے شروع ہوتی ہیں ان میں تیسری سورت جو ایک ہی حرف سے شروع ہوتی ہے سورہ صٓ ہے ۔ ۸۸ آیات اور ۵ رکوعات پر مشتمل یہ سورہ مبارکہ قرآن حکیم میں ۲۳ ویں پارہ میں واقع ہوئی ہے ۔ اس میں بھی حرف مقطع کے فوراً بعد قرآن حکیم کی قسم کھائی گئی ہے ۔

صٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ ۝

سورہ نٓ میں قرآن مجید کو ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ قرار دیا گیا ۔ سورہ قٓ میں فَذَکِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ ۝ فرما کر تذکیر کا ذریعہ قرآن حکیم کو قرار دیا گیا ۔ اور اس تیسری سورہ مبارکہ میں قرآن مجید کی جب قسم کھائی گئی تو اس کا وصف ہی یہ قرار دیا گیا کہ وہ ذکر یعنی نصیحت

اور یاد دہانی کی حامل کتاب ہے ۔ یہ سراسر نصیحت اور یاد دہانی پر مشتمل ہے۔ واضح رہے کہ ذکر کے عام طور پر اگرچہ معنیٰ نصیحت کر دیئے جاتے ہیں ۔ لیکن اس کا اصل مفہوم ہے یاد دہانی ۔ اور اس سے اشارہ ہے اس حقیقت کی طرف کہ قرآن مجید جن حقائق کی تبلیغ کر رہا ہے جن کو ماننے کی دعوت دے رہا ہے وہ درحقیقت فطرتِ انسانی میں مضمر ہیں ۔ صرف ماحول کے غلط اثرات کی وجہ سے ان پر ذہول و نسیان کے پردے پڑ جاتے ہیں ۔ آیاتِ قرآنی ان پردوں کو اٹھاتی ہیں ۔ دل پر آئے ہوئے زنگ کو دور کرتی ہیں ۔ اور وہ شہادتیں جو فطرت انسانی میں مضمر ہیں ، وہ حقائق جو قلب کی گہرائیوں میں موجود ہیں انہیں اجاگر کرتی ہیں ۔ یہ ہے عمل تذکیر ۔ چنانچہ اس سورہ مبارکہ کے آغاز میں ہی فرمایا ۔

صٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ ۝ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّۃٍ وَّشِقَاقٍ ۝

ص ، قسم ہے نصیحت اور یاد دہانی سے بھرے ہوئے قرآن کی لیکن یہی لوگ جو کفر کر رہے ہیں جو انکار کر رہے ہیں اس دعوت کو ماننے سے اعراض کر رہے ہیں تو وہ یہ سب کچھ ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اور تکبر کی وجہ سے کر رہے ہیں ۔ ایسا نہیں ہے کہ خود ان کا دل گواہی نہ دے رہا ہو کہ حقائق وہی ہیں کہ جن کی دعوت قرآن دے رہا ہے ۔

اس سے قبل کے بیان میں یہ بات عرض کی جا چکی ہے کہ ہمارے دین کے بنیادی معتقدات میں سے اصولی اعتبار سے جو سب سے اہم عقیدہ ہے وہ عقیدۂ توحید ہے ۔ لیکن عملی اعتبار سے سب سے زیادہ مؤثر عقیدہ عقیدۂ آخرت ہے ۔

سورہ قٓ میں پوری بحث ایمان بالآخرہ پر تھی ۔ اس سورۂ مبارکہ میں ایک قدم آگے بڑھ کر توحید کا ذکر ہو رہا ہے ۔ چنانچہ وہاں تو یہ الفاظ آئے

تھے۔

بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَیْءٌ عَجِیْبٌ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ ۝

اس کے مقابلے میں یہاں الفاظ نوٹ کیجئے۔

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝

"وہ لوگ بڑے تعجب کے ساتھ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہمارے ہی جیسا ایک انسان ہماری ہی طرح گوشت پوست سے بنا ہوا انسان ہماری ہی طرح جس پر بچپن اور نوجوانی اور جوانی کے دور آئے ہیں - وہ ہماری طرف رسول ہو کر مبعوث ہوئے " پہلا تعجب تو انہیں اس پر تھا اور دوسرا تعجب یہ کہ " کس قدر عجیب بات ہے کہ اس نے تمام الہوں کو بس ایک الٰہ میں گم کر دیا۔"

ہمارے اتنے الٰہ تھے، ہمارے آباؤ اجداد جن کو مانتے چلے آ رہے تھے کتنی دیویاں کتنے دیوتا کتنے اِلٰہ لات، منات اور ہبل آخر کہاں گئے۔ انہوں نے تو ان سب کی نفی کر دی - اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۝

تمام الہوں تمام خداؤں کو اس نے تو ایک خدائی کے اندر مدغم کر دیا۔ سب کی نفی ہو گئی اور صرف ایک خدائے واحد کا اقرار لا الٰہ الا اللہ ـــــ ان کا یہ تبصرہ تھا جو وہ دعوتِ محمدی اور دعوتِ توحید پر کرتے تھے۔ اور کہتے تھے۔

اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ

اور یہ بڑی عجیب بات ہے کبھی یہ بات سننے میں نہیں آئی — یہاں سے اس سورہ مبارکہ میں عقیدہ توحید پہ گفتگو شروع ہوتی ہے - اس طرح جو مشرکین کے لیڈر تھے، ان کے چوہدری تھے وہ کس طرح اپنے عوام کو ورغلاتے رہے کہ اپنے جو معبود ہیں جن کو تم مانتے چلے آرہے ہو تمہارے آباؤ اجداد کے دیوی اور دیوتا ان کے ساتھ پوری وفاداری کا وعدہ کرو - پورے صبر کے ساتھ اپنے آبائی عقائد پر جمے رہو - جس کا ذکر قرآن ان الفاظ سے کرتا ہے -

"وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ -

اس کے بعد ذکر کیا گیا ان اقوام کا جن کے پاس یہی دعوتِ توحید پہنچی اور انہوں نے جب شرک سے باز آنے اور توحید کو قبول کرنے سے انکار کیا تو عذاب خداوندی کے کوڑے انکی پیٹھ پر برسے - اور وہ قومیں ہلاک کر دی گئیں - نیست و نابود کر دی گئیں اور نسیاً منسیاً کر دی گئیں

جیسا کہ متعدد مقامات پر فرمایا :

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا — ایسے ہو گئیں جیسے کبھی وہ تھیں ہی نہیں -

قوم نوح، قوم ہود، قوم صالح، قوم لوط، قوم شعیب، آل فرعون - ان کا ذکر قرآن حکیم کی طویل سورتوں میں بڑی تفصیل کے ساتھ آیا ہے - ان ابتدائی سورتوں میں ان کی طرف صرف اشارات ہیں -

اس کے بعد ذکر ہوتا ہے اللہ کے ان برگزیدہ بندوں کا جو علم و حکمت کی بلندیوں پر فائز تھے - جنہیں اللہ پر ایمان اور اللہ کی محبت حاصل تھی - جنہیں ہم انبیاء کرام کے نام سے موسوم کرتے ہیں - ان کا ذکر شروع ہوا -

ان میں سب سے پہلے ذکر ہوا حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا — انؑ پر اللہ کا اتنا فضل ہوا کہ وہ بادشاہ بھی تھے اور اللہ کے بندے اور نبی بھی اور انتہائی شکر گزار بندے - ان کے دل میں اللہ کی جو محبت اور شوق تھا اس کا ظہور ہوتا تھا جب وہ رات کے پچھلے پہر مناجات کرتے

تھے اور اس سوز کے ساتھ اور اتنے حسین ذوق اور پُر تاثیر لحن کے ساتھ کہ پہاڑ اور پرندے بھی اس مناجات میں ان کے ساتھ شریک ہو جاتے تھے -

پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر ہے جو صاحبزادے ہیں حضرت داؤد کے - کہ ان کو اللہ نے اقتدار عطا فرمایا - غلبہ عطا فرمایا - ان چیزوں پر غلبہ کہ جن کی انسانی تاریخ میں ہمیں گواہی نہیں ملتی کہ اس طرح پر ایک انسان میں جمع کر دی گئی ہوں -

اس کے بعد ذکر آتا ہے اس ذات کا جس کا نام صبر کے لئے ضرب المثل بن چکا ہے - یعنی حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا - جنہوں نے ساری مشکلات جھیلیں - جان و مال کی ہر تکلیف اور ہر ضیاع کو گوارا کیا - یہاں تک کہ بیماری اور بڑی ہی تکلیف دہ بیماری برداشت کی - لیکن اللہ کے ساتھ صبر و شکر کا رشتہ منقطع نہیں ہونے دیا -

پھر ذکر آتا ہے ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پھر ان کے بیٹے حضرت اسحاق اور ان کے پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام کا پھر ذکر آتا ہے حضرت ابراہیم کے دوسرے اور بڑے بیٹے حضرت اسماعیل کا پھر حضرت الیسع کا - حضرت ذوالکفل کا - ان سب کا ذکر ہے اور درحقیقت اس طرح ایک آئینہ رکھ دیا گیا ہے کفار قریش کے سامنے ——— ایک تمہارا کردار ہے - اور ایک یہ کردار ہے یہ بھی اللہ کے بندے تھے یہ بھی اسی طرح گوشت اور پوست کے بنے ہوئے تھے - جتنے بھی رسول پہلے آئے ہیں وہ بھی بہرحال انسان ہی تھے تمہاری ہی طرح کھاتے پیتے بھی تھے - لیکن اللہ نے انہیں چنا اپنے پیغام کی رسالت کے لئے اور جن قوموں نے انکی دعوت کو لبیک کہنے سے انکار کیا - ان کا جو انجام ہوا وہ تمہارے سامنے ہے - اسی سلسلہ میں ایک آیت مبارکہ آتی ہے - جس کا تعلق اس

سُورہ مبارکہ کی پہلی آیت صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ سے ہے فرمایا:
کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ مُبٰرَكٌ لِّیَدَّبَّرُوْٓا اٰیٰتِهٖ وَ
لِیَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

"اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ کتاب قرآن مجید جو ہم نے آپ پر نازل کی ہے بہت برکت والی ہے۔ بڑی شان والی ہے اور یہ کتاب اس لئے نازل کی ہے کہ لوگ اسکی آیات پر غور وفکر کریں، تدبّر کریں سوچ بچار کریں۔ اسکی گہرائیوں میں غوطہ زنی کی کوشش کریں"

بقول علامہ اقبال مرحوم

قرآں میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلماں
وَلِیَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ط

پھر وہی لفظ تذکر آگیا۔ جس سے گفتگو شروع ہوئی تھی: صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ۔ اس آیت میں ہدایت آگئی کہ لوگ اس کے ذریعے سے نصیحت حاصل کریں۔ اس سے علم وہدایت پائیں۔ اس سے یاد دہانی اخذ کریں۔

آخر میں نسل انسانی کے آغاز کا وہ واقعہ آرہا ہے۔ کہ جس سے اس پوری تاریخ انسانی کے دوران حق و باطل کی کشمکش اور خیر و شر کے تصادم کا راز کھلتا ہے۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق، ان کو مسجودِ ملائکہ بنانے کا معاملہ اور مرحلہ اور شیطان لعین ابلیس کا انکار، تکبّر کی بنیاد پر — گویا یہاں آئینہ رکھ دیا گیا کہ وہ سرداران قریش جو تکبر کی بنیاد پر محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعوت پر لبیک کہنے سے انکار کر رہے ہیں، یہ اسی شیطان کے پیرو ہیں جس نے تکبر کی بنیاد پر کیا تھا۔ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ میں آدم سے بہتر ہوں خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ مجھے تو نے آگ سے بنایا اور اسکی تخلیق مٹی سے کی۔ میں اس سے بہتر ہوں لہٰذا اس کے سامنے نہیں جھک سکتا۔ وہ شیطان

لعین ہے درحقیقت جس کے پیروکار ہیں وہ لوگ جو قرآن کی دعوت پر کان نہیں دھر رہے اور جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوتِ حق سے اعراض کر رہے ہیں۔

اللّٰھم ربنا لا تجعلنا منھم

اللہ ہمیں اس سے بچائے کہ ہم کسی بھی اعتبار سے ان لوگوں کے زمرے میں شامل ہو جائیں۔ قرآن سے اعراض کریں اس پر تدبر نہ کریں۔ اس پر غور و فکر نہ کریں۔ اس سے سبق حاصل نہ کریں اس سے نصیحت اخذ نہ کریں۔ اسے اپنا امام اور راہنما نہ بنائیں۔

اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کتاب کا حق ادا کریں۔ اور اس سے استفادہ کریں جیسا کہ استفادے کا حق ہے۔

بارك الله لی ولكم فی القرآن العظيم و نفعنی و
و ايّاكم بالآيات والذكر الحكيم ۰